فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون○
اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو!

الافاضات السنیہ

الملقب بہ

فتاوئے مہریہ

یعنی

مجموعہ فتاوے حضرت قبلہ عالم علامۂ زمان خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و ترتیب

مولانا فیض احمد صاحب فیض، جامعہ غوثیہ، گولڑا شریف

بایماء

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

جناب سیدنا پیر غلام معین الدین شاہ صاحب و سیدنا شاہ عبدالحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

بار ____ چہارم

تعداد ____ ایک ہزار

مقامِ اشاعت ____ گولڑا شریف، ضلع اسلام آباد

مطبع ____ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور

کاتب ____ خوشی محمد ناصر قادری خوش رقم تلمیذ پروین رقم

ہدیہ ____ ۷۰ روپے

صفر المظفر ۱۴۱۸ھ مطابق جون ۱۹۹۷ء

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیس ۲۰ رکعت تراویح کا کونسا ثبوت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے کتنی رکعت تراویح ادا فرمائی ہیں اور اُمّت کو کیا ارشاد فرمایا ہے۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ نماز جمعہ اور عیدین جو ہمارے زمانے میں فرض نہیں اگر پڑھی جائیں تو کس طریقہ اور ترتیب سے پڑھی جائیں۔

پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ جو ہمارے زمانے میں فرض نہیں لوگ جماعت سے پڑھتے ہیں اور ظہر جو فرض وقت ہے بغیر جماعت پڑھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے بعد بوقتِ غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ناف مُبارک اور آنکھوں سے پانی کے قطرات چوسے۔ جس کے بعد آپ کے لبوں کے بال بڑھ گئے۔ اور پھر آپ نے انہیں ہرگز نہیں کٹایا۔ کیا یہ دُرست ہے۔

ساتواں مسئلہ یہ ہے کہ بوقتِ نماز ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت اور ہاتھ چھوڑنے کی تردید فرمائیے۔

آٹھواں مسئلہ چار تکبیر نماز جنازہ کا ثبوت اور پانچ تکبیر کی تردید تحریر فرمائیں۔

الجواب هو الصواب

جواب ۱۔ اِس صُورت اِشتباہ کی وجہ سے قضا لازم ہوگی کفّارہ لازم نہ ہوگا کیونکہ یہ معذُور ہیں اور جب خطا سے روزہ افطار کرنے والے پر کفّارہ لازم نہیں تو معذُور جس کو چاند کا شبہ ہوّا۔ اس پر بطریقِ اولیٰ کفّارہ لازم نہ ہوگا۔ چونکہ روزہ فاسد کرنے سے یا قضا لازم ہوتی ہے یا قضا اور کفّارہ۔ اِس لیے جب کفّارہ لازم نہ ہوّا تو فقط قضا باقی رہے گی۔ جیساکہ عالمگیریہ کی عبارت مذکور ہوئی ہے۔ اور ہدایہ، فتح القدیر، درِمختار، ردالمحتار، شرح الیاس، قاضی خان وغیرہ میں بھی اِسی طرح مرقوم ہے۔ خوفِ طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کیے جاتے۔

جواب سوالِ دوم۔ وتروں کی جماعت رمضان شریف میں تراویح کی جماعت کے تابع ہے۔ جیساکہ حضوُر صلی اللہ علیہ وسلّم کے فعلِ مُبارک اور اجماع صحابہ کرام اور اُمّتِ مُسلمہ سے ثابت ہے۔ اور چونکہ بغیر رمضان تراویح کی جماعت نہیں ہوتی لہٰذا وتر بھی جماعت سے نہیں پڑھے جاتے۔ کیونکہ جب متبوع نہ ہو تو تابع بھی نہیں ہوتا۔ نیز خلافِ اجماعِ صحابہ کرام اور اُمّتِ مسلمہ لازم آتا ہے جیساکہ شامی سے نقل ہوّا ہے۔ الخ

جواب سوالِ سوم۔ تراویح کا بیس ۲۰ رکعت مسنُون ہونا کتب معتبرہ میں موجُود ہے۔ جس کی وجہ حضرات خلفائے راشدین کی ہمیشگی اور صحابہ کرام کا اجماع جیساکہ درِمختار سے نقل ہوّا ہے الخ) خود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے تراویح کی تعداد رکعت کے متعلق کوئی مستند قولی حکم ثابت نہیں اور آنجناب کا فعلِ مُبارک اِس بارے میں مختلف طور پر وارد ہوّا ہے تاہم صحابہ کرام اور اُمّتِ مسلمہ سے بیس ۲۰ تراویح بلاشبہ ثابت ہیں۔

جواب سوالِ چہارم و پنجم۔ بلادِ ہند میں جمعہ کی اقامت فرض ہے۔ اگرچہ وہاں حکومت نصاریٰ کی ہے کیونکہ فقط کفّار کی حکومت ہونے سے کوئی ملک دارالحرب نہیں ہو جاتا۔ جب تک کہ دارالحرب کے تمام شرائط کسی ملک پر صادق نہ آئیں اس پر دارالحرب کی تعریف صادق نہیں آتی۔ لہٰذا دارالاسلام باقی رہے گا اور جمعہ فرض ہوگا (جیساکہ عالمگیریہ میں نقل ہوّا ہے۔ الخ) اور جب جمعہ فرض ہوّا۔ تو یہ نمازِ ظہر احتیاطی فرض موقت نہ رہے گی۔ اور جب ایسے

۴۶ کانگرس میں شمولیّت کے متعلق حضرتؒ کا ارشاد

سوال ۔ کیا مُسلمان کو کانگرس میں شامل ہونا چاہیئے یا نہ ؟

جواب قبلۂ عالم رحمۃُ اللہ علیہ

مکرّمی شاہ صاحب وفق اللہ تعالیٰ الجانبین لما یحب ویرضیٰ

تسلیم استدعاء دُعا میری رائے میں یہ شمُولیّت اِسلام کے برخلاف اَور ناجائز ہے (بوجہ علالتِ طبع جو مدت مدید سے لاحق ہے) زیادہ عرض نہیں کر سکتا ۔

العبد ۔ دُعا گوئی و دُعا جوئی از گولڑہ بقلم خود

۴۷ تحریکِ خلافت اَور بَیعتِ اِمامت کے متعلّق مولانا عبدُالباری صاحب فرنگی محلی کا خط اَور

اُس کا جواب

حضرتؒ کا تعلق دارالعلُوم فرنگی محل سے اپنے زمانۂ طالبِ علمی سے تھا اَور مولانا عبدُالباری فرنگی محلی سے آپ کے دیرینہ مراسم تھے ۔ مولاناؒ جمعیت العُلمائے ہند سے بھی منسلک تھے جو مُسلمانانِ ہند کی ایک سیاسی جماعت تھی ۔ اُن دِنوں تحریکِ خلافت کا چرچا تھا ۔ مولاناؒ نے حضرتؒ کی خدمت میں اِسی تحریک کے سلسلہ میں ایک خط تحریر کیا تھا جس میں اُس وقت کے حالات کے تحت بَیعتِ امامت کے شرعی جواز کے متعلّق اِستفسار تھا ۔ مولانا کا خط من وعن درج کیا جاتا ہے تاکہ حضرتؒ کا جواب سمجھنے میں آسانی ہو ۔ اِس خط کے مضمُون سے پتہ چلتا ہے کہ مولاناؒ کے اپنے خیال میں ایسی بَیعت خلافِ سُنّت تھی مگر اُن کی جماعت کے لوگوں کی رائے مختلف تھی ۔

دفتر جمعیّتُ العُلماء وِکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مورخہ ۲۶ شوّال ۱۳۳۹ھ

بِسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم ۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً

مکرّمی دام مجدہٗ ۔ السّلام علیکم چند امُور استرشاداً[۱] اِلتماس کیے جاتے ہیں ۔ اُمید ہے کہ ان کے جواب سے سرفراز کیا جائے گا مقصد صرف اِصلاح ہے ، نہ فساد ، نہ کِسی منصب کی طلب ، نہ کِسی شخصیّت سے عناد ہے اِس واسطے جواب صاف اِطمینان بخش ہونا چاہیئے ۔

میں اِس جگہ اُن خطرات و شبہات کا بھی ذِکر نہیں کرتا ہُوں جو حالتِ مجبُوری کے پیش آنے والے ہیں ۔ نہ اُن

---

۱ ہدایت کے لیے

افعال کی حقیقت کھولنا چاہتا ہُوں جو بعض اکابر سے اِس قسم کے سرزد ہُوئے نہ اُن تجربیات کا ذِکر کرنا چاہتا ہُوں جو اِس تحریک میں غدر کے وقت حاصل ہُوئے اَور جن پر نظر کر کے یہ تحریک دبی رہی اَور عُلمآ نے اِس کے اجرا پر جُرأت نہ کی۔ میں صرف تین سوال کرتا ہُوں جو اپنے نزدیک فیصلہ کُن سمجھتا ہُوں۔

سوالِ اوّل مُسلمانانِ ہند میں جس قدر مذہبی سیاسی اِنتشار ہے اُس کے رفع کرنے کے لیے کیا جمعیّت عُلمائے ہند کافی نہیں ہے اَور اُس کی اِصلاح پر اَور اِستحکام سے کیا یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ہے؟ یہ ظاہر ہے کہ عقائد و عبادات میں کِسی مرکز کا قائم ہو جانا غیر متوقّع ہے اَور سیاستِ مذہبی میں بیعت کی کیا ضرُورت ہے؟

سوال دوم بیعتِ اِمامت جب بھی کِسی غیر مقلدؒ نے کی ہے۔ اگر کامیاب ہُوئے تو فِتنہ برپا ہوا۔ اگر ناکامیاب ہُوئے تو ایک جدید فرقہ مُسلمانوں میں پیدا ہوا۔ جس کے مُونہ ہندوستان میں بھی ہیں۔ اِس لحاظ سے بلا ضرُورت اقدام اِس بیعت پر کیا بے موقع نہیں ہے؟

سوالِ سوم۔ مجھے جہاں تک علم ہے اِستیلائے کفّار کی صُورت میں اِس قسم کی بیعت خلافِ سُنّت ہے بلکہ دارالحرب میں بھی ایسی بیعت لینا اہلِ دار سے ثابت نہیں ہے۔ اگر جناب کو ثبُوت مِلا ہو تو اس سے ضرُور آگاہ فرمائیے۔ میں بیعتِ ہجرت اَور جہاد کے ثبُوت پر بھی اِکتفا کر لُوں گا۔ اِس واسطے کہ مقصد اِن بیُوع کا مُشترک ہے اگر اِس قسم کی بیعت ثابت ہو گئی تو بِلا توقّف میں قبُول کر لُوں گا۔ ورنہ خطرات اَور شبہات کے ہوتے ہُوئے اَور تجربیاتِ اکابر پر جو رائے مبنی ہے اُس کے خلاف کرنا میرے نزدیک دانشمندی نہیں ہے۔ باوجُود اس کے جمہُور کی اِتّباع سے گریز کرنے کا قصد نہیں ہے۔ فقط

فقیر محمد قیام الدّین عبدُالباری، فرنگی محل لکھنؤ

حضرتؒ نے جو جواب تحریر فرمایا وُہ مولانا عبدُالباری صاحب کی علمی اِستعداد کو مدِّ نظر رکھتے ہُوئے لِکھا۔ اِس کا مختصراً مطلب یہ تھا کہ چُونکہ ہندوستان میں اُس وقت انگریز کی حکومت تھی اِس لیے خلافت یا اِمامت اِسلامیہ کا وہاں تصوّر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اِندریں حالات بیعتِ اِمامت یا بیعتِ خلافت بھی غیر متصوّر تھی۔ اَور اگر مولانا اپنی جماعت کے اصرار پر ایسا کر بھی لیں گے تو ثبُوتِ شرعی نہ ہونے کی وجہ سے اُن کا اقدام غیر شرعی اَور غیر دانشمندانہ ہو گا۔

حضرتؒ کا جواب مندرجہ ذیل ہے:۔

الجواب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ وحدہٗ والصّلوٰۃ والسّلام علی من لا نبی بعدہٗ

امّا بعد۔ جناب کے سوالاتِ ثلاثہ مُرسلہ بذریعہ ڈاک موصُول ہُوئے تعمیلاً للارشاد ماحضر پیشِ خدمت ہے ورنہ بوجہ عدم بضاعۃ علمیہ وکم فُرصتی میں اِس قابل نہیں کہ جوابات کے لیے مجھے مخاطب بنایا جائے۔ جناب نے فرمایا ہے۔ کہ

---

[1] وُہ شخص جو شرعی طریقوں کے بغیر ہی مدّعیِ اِمامت ہو [2] غلبہ

میں تین سوال کرتا ہوں جو اپنے نزدیک فیصلہ کُن سمجھتا ہُوں۔

(یہاں مولانا صاحب کے تین سوالات درج کیے گئے ہیں)

الجواب وھوالموفق للصواب

میں جناب کے سوالاتِ ثلاثہ کا صرف ایک ہی جواب فیصلہ کُن سمجھتا ہُوں۔ وہو ہٰذا۔

اِمامت یا خلافت چُونکہ عبارت ہے ریاست و تسلّطِ عام سے تصدّی[1] میں اقامتِ دِین کے لیے جس کے تحت میں کئی انواع مندرج ہیں مثلاً احیاءِ علومِ دینیہ و اقامتِ ارکانِ اسلام و قیام بالجہاد و ماتیعلق بہ۔ چنانچہ ترتیبِ جیوش[2] و فرض للمقاتلہ یعنی فَیْ[3] میں سے ان کو دینا اَور قیام بالقضا اَور اقامتِ حدُود و رفعِ مظالم و امر بالمعروف و نہی عن المنکر نیابۃً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ تو صُورتِ اِستیلاءِ کفّار یا دارِ حرب جب اِمامت ہی متصوّر نہیں تو بیعتِ اِمامت کے کیا معنی اَور طریقِ چہارگانہ اِمامت کا کیا ذِکر۔ ریاستِ عامہ کے مفہوم میں تعلیمِ علماءِ مُسلمین جو علُومِ دینیہ کی اشاعت فرماتے رہے اَور قضاءِ قضاۃِ امصار[4] و تعمیلاتِ امراءِ جیوش بعہدِ خلافت و اِمامت داخِل نہ تھیں تو آج کل بحالتِ اِستیلاءِ کفّار جمعیّتِ عُلما کی کاروائی یا نام کی مدافعت کے لیے تسلّط اَور ریاست کے مفہوم میں داخل ہونے کا کیا اِستحقاق ہے خلاصہ یہ کہ موجُودہ زمانہ میں عُلماء کی کارروائی نہ خلافت ہے نہ اِمامت تاکہ منجملہ طرقِ اربعہ اِنعقادِ بیعت کو بھی فی الجُملہ ضروری سمجھا جائے اَور نہ کوئی شخص درصُورتِ اِستیلاء بیعت لینے کا مُستحق ہے اَور نہ اس کے لیے جائز۔ کیونکہ درصُورتِ عدمِ مکافات بہ تصریحِ فقہاءِ کرام اِمام کے لیے قتل و مقاتلہ مباح نہیں۔ مذہبی سیاسی اِنتشار کی مدافعت میں جمعیّت العُلماء کی غیر مبصّرانہ دکوردکرّانہ تحریکات نے بغیر اِس کے کہ محرّک و متحرک اِلی کابل کو مضحکہ و محلِّ تمسخرِ کفّار بنایا ہو کیا فائدہ بخشا۔

معرُوض ہٰذا میں تدبّر فرمانے کے بعد جناب خود ہی اپنے اِرشاد مندرجہ سوالِ سوم (میں بیعتِ ہجرت و جہاد کے ثبُوت پر اِکتفا کرُوں گا) شرطیہ صادقہ بصدق الربط الایجابی ٹھہرائیں گے نہ یہ کہ اِس کو بصدق الطرفین او احدہما صادق مابین تجربیاتِ اکابر بقولِ حافظ علیہ الرحمۃ ۔ بشنو کہ پندِ پیراں ہیچت زیاں ندارد

مبنی علیہ للآراء ہونے کے مُستحق ہیں اَور یہی دانشمندی ہے۔ ھذا ماعندی والعلم عنداللہ ولہ الحمد اولاً و آخراً والصّلوٰۃ والسّلام منہ باطناً علیہ ظاھراً و آلہٖ وصحبہ طرًا۔

العبد الملتجی والمشتکی اِلی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربّہ بقلمِ خود از گولڑہ

---

[1] متعرض ہونا [2] لشکر [3] وہ مال جو حکومتِ اسلامیہ کو بِلا مقابلہ کفّار سے حاصل ہو [4] شہر

۴۸۔ مسلمانانِ ہند کے حکومتِ برطانیہ سے تعلق کی تحقیق اور آزادی حاصل کرنے کا شرعی طریقہ

حضرت خواجہ ضیاء الدّین صاحبؒ سیالوی نے بھی اِسی موضوع پر ایک خط حضرتؒ کی خدمت میں روانہ کیا تھا جس کا جواب مندرجہ ذیل ہے :۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مکرّمی و معظّمی سجّادہ نشین صاحب دامت عنایاتکم

تسلیمات تعمیلاً لِلارشاد بجوابِ سوالاتِ ثلاثہ گذارش ہے۔

سوالِ اوّل ۔ جناب کے خیال میں شریعتِ اسلامی کی رُو سے مُسلمانانِ ہند کو کیا کرنا چاہیئے۔ اگر حمایتِ اسلام ان پر فرض ہے تو بے دست و پا مُسلمان جو مادی قوّت نہیں رکھتے ، بے دست و پا حمایت کا کیا طریقہ اختیار کریں ؟

جوابِ اوّل بلحاظِ مصائب دائرہ نہ صرف مُسلمانانِ ہند بلکہ کُل اہلِ اسلام کو حاکم سے محکوم تک منشاءِ مصائب کا ازالہ کرنا چاہیئے یعنی تہ دل سے بخضوع و خشوع رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا الآیہ[1] بجنابِ باری عزّ اسمہٗ عرض کریں اور اپنے نامشروعہ افعال سے تائب ہوں ۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ[2] الآیہ از ماست کہ بر ماست ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ[3] تا کہ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ[4] کی تعمیل میں حسبِ وعدہ صادقہ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ[5] کی کامیابی ہو آیۂ استخلاف[6] میں قیدِ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ واجب اللحاظ و مدارِ حکم لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ ہے اور ظاہر ہے کہ ارشادِ جہاد کریمہ سیف کا تعلق سلاطینِ اسلام و اصحابِ جمعیّت سے ہے ۔ خُدا کرے کہ سلطنتِ مظلومہ[7] اسلامیہ ظالموں کے پنجہ سے (خذ لھم اللہ تعالیٰ) نجات پا کر بعد حصولِ جمعیّت و استطاعت جس کی مدار قلّت و کثرت نہیں بلکہ تقویٰ اور قوّتِ ایمانیہ ہے تعمیل کریمہ مذکورہ بالا کا اعزاز حاصل کرے بغیر اس کے امام کو بھی قتال مباح نہیں مُسلمانانِ ہند کی ہستی تو ہیچ ہے مصرّحہ و مسلّمہ فقہاء کرام ہے ھذا اذا غلب ظنه انه یکافیھم والا

---

[1] حضراتِ آدمؑ و حوّاؑ اور توّابین کی دُعائے مقبول قرآنیہ "اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ) اور اگر تُو نے ہمیں مُعاف نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے ۔

[2] خُدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی — نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

[3] بنی آدم کے ہاتھوں وُہ افعال سرزد ہُوئے کہ بحر و بر میں فساد برپا ہو گیا [4] اے نبیؐ! کفّار اور مُنافقین سے جہاد کیجئے اور اُن پر پُوری شدّت کیجئے ۔

[5] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ہم پر حق ہے کہ مومنین کی نصرت فرمائیں "

[6] سُورۂ نُور آیت ۵۵ یعنی اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے (وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) اور اچھے کام کیے ، وعدہ کیا ہے کہ (لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ) البتہ اُن کو زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ اُن لوگوں کو خلیفہ کیا تھا جو اُن سے پہلے تھے اور البتہ اُن کے واسطے اُن کا دین ، جو اُن کے لیے پسندیدہ کر دیا ہے ، ثابت کر دے گا اور اُن کے ڈر کو امن میں بدل دے گا ۔ وُہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ شریک نہیں لائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کریں وُہ لوگ فاسق ہیں "

[7] یعنی سلطنتِ عثمانیہ ترکیہ جس کے ساتھ انگریز بر سرِ جنگ تھے

فلا یباح قتالہم[۱]

سوالِ دُوم ۔ حکومتِ برطانیہ کے ساتھ نصرت وحمایت کے تعلّقات رکھنا، جن پر حکومت کو قوّت وشوکت حاصل ہے حرام ہیں یا نہیں؟

جوابِ دُوم ۔ ایسے تعلّقات جن میں اعانتِ کفر ومعصیّت ہو مسلم سے بھی حرام ہیں فضلاً عن الکافر بغیر ان کے دُنیوی معاملات جس میں اسلام پر ضرر نہ ہو بغیر مرتد کے کسی کافر سے مطلقاً بہ تصریح فقہا حرام نہیں۔ البتہ بلحاظِ مظالم دائرہ موجُودہ زمانہ کے اگر سلسلۂ تجارت کی کُلّی بندش ہو سکے تو کسی قدر انتقامی مد میں شمار کی جا سکتی ہے۔ وَمَا هٰذَا عَلَى اللّٰهِ بِعَسِيْرٍ[۲]۔ مگر اصلی طریق ازالہ منکرات دائرہ کا وُہی ہے جو آیہ کریمہ بالا میں ہے۔

سوالِ سوم ۔ دُنیوی لحاظ سے جو معمُولی ہستیاں تھیں لیکن ان کے دِل دردِ اسلامی سے معمُور تھے اُنہوں نے حکُومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر دی ہے عوام کو مطلع کرنے کے لیے تحریر سے تقریر سے وُہ فریضۂ تبلیغ انجام دینے میں سرگرم نظر آتی ہیں لیکن جو ہستیاں اسلام کے عَلَم بردار اور مخلُوق کی نظر میں باوقار اور مؤثّر تھیں وُہ ساکت ہیں کہ گویا اُن میں حس ہی نہیں۔

جوابِ سوم ۔ جناب خیال فرما سکتے ہیں کہ جب معمُولی ہستیوں کا یہ حال ہے تو عَلَم بردار ہستیاں ازالۂ مظالمِ واردہ میں ساکت وبے حس کیسے ہو سکتی ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ بوجہ اختلافِ آرا، دربارہ مدلُولاتِ آیاتِ بیّنات ومشرُوعیّت ونامشرُوعیّت خصُوصیات وکیفیّاتِ جلسات در صُورتِ شمُولیّت بوجہ تفرقہ اصلی مدّعا فوت ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حسب طرزِ مشائخ کرام حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسوی وحضرت خواجہ اللّٰہ بخش وسیّدنا حضرت خواجہ محمد شمسُ الدّین سیالوی رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم بفضلہٖ تعالیٰ وتوفیقہٖ تبلیغ میں دریغ نہیں۔ دُعا فرمائیں کہ اللّٰہ تعالیٰ ہدایت وتوفیقِ استقامت بر صراطِ مستقیم عنایت فرماوے زیادہ زیادہ۔

نیازمند از گولڑہ

---

۱ یہ اُس وقت مُباح ہے جب اِمام کو خیال ہو کہ وُہ جہاد کے لیے کفّار کے مقابلہ میں کافی مضبُوط ہے ورنہ قتال مُباح نہیں۔

۲ یہ بات اللّٰہ تعالیٰ کے لیے کچھُ مشکل نہیں ہے۔